کے لئے دو باتوں کو بطور خاص پیش کیا جا رہا ہے اور وہ دو باتیں بظاہر بڑی سادہ ہیں مگر ان کے پیچھے موجود کفر و ضلالت کا ایک طوفان ہے جو بہت جلد اہلِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے کر ملیامیٹ کرنا چاہتا ہے۔

بین الاقوامی پریس میں اس موضوع پر آئے دن مضامین و مقالات شائع ہو رہے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا اکیسویں صدی ایک نئے مذہب کی صدی ہوگی جو اسلام، یہودیت اور نصرانیت کا ملغوبہ ہوگا؟ وہ دو باتیں جن کی طرف لوگوں کو انتہائی مکاری کے ساتھ متوجہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہیں:

۱) مشترکہ عبادت گاہوں کی تعمیر

۲) مشترکہ کتابِ مقدس کی اشاعت

پہلی سکیم یا منصوبہ یہ ہے کہ تمام ممالک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اب بڑی بڑی مساجد کی بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جن کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے ایک یہودیوں کے لئے اور ایک عیسائیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے، جہاں وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر سکیں اور اس ہال یا عمارت کو مشترکہ عبادت گاہ کا نام دیا جائے جو وحدتِ ادیان کی علامت بن کر اُبھرے۔ آگے چل کر اس ہال کے تین حصوں کو ایک ہی بنانے اور اس میں ہر تین مذاہب کے لوگوں کو آزادانہ شانہ بشانہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق دینا ہے۔ ابتدائی طور پر جہاں ایسے مشترکہ ہال تعمیر کرنے میں دشواری ہو وہاں مستقبل کی رہائشی اسکیموں میں عبادت گاہوں کے نام سے پلاٹ اس طرح مخصوص کئے جائیں کہ جب ان پلاٹوں پر مسجد تعمیر ہو تو اسی کے ساتھ ایک طرف چرچ اور دوسری طرف ٹمپل (یہود کی عبادت گاہ) بھی تعمیر کیا جائے۔ اس طرح کی مشترکہ عبادت گاہیں فوری طور پر بین الاقوامی ہوائی اڈوں، جامعات اور عوامی مقامات پر تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔

دوسری سکیم یا منصوبہ ''مشترکہ کتاب مقدس'' کی اشاعت ہے، یعنی قرآن اور بائبل (تورات و انجیل) اس طرح اکٹھے شائع کئے جائیں کہ وہ ایک ہی جلد میں مجلد ہوں اور تینوں مذاہب (اسلام، یہودیت اور نصرانیت) کی مشترکہ عبادت گاہوں میں

© rasailojaraid.

رکھے جائیں۔

ایسے ممالک جہاں ان دو منصوبوں پر کام شروع ہو چکا ہے وہاں آباد مسلمانوں میں غم وغصہ اور تشویش پائی جاتی ہے اور وہ علماء اسلام سے اس سلسلہ میں رجوع کر رہے ہیں۔ مفتی اعظم سعودی عرب اور جامعہ الازہر (مصر) کے رئیس وشیخ الجامعہ کو اس سلسلہ میں روزانہ خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ سعودی عرب کی گرینڈ علماء کونسل کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہو چکا ہے اور اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (یعنی سعودی عرب کی علمی مسائل ومعاملات اور فتاویٰ کے سلسلہ میں قائم مستقل کمیٹی) نے اس پر اپنی تفصیلی رائے اخبارات وجرائد کو جاری کی ہے۔

اسلام تمام ادیان کا ناسخ ہے

اسلام کے ان اعتقادی اصولوں کے مطابق جن پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے' اس وقت روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی سچا مذہب نہیں پایا جاتا اور اسلام سابقہ تمام ادیان کا ناسخ اور خاتم ہے۔ چنانچہ کرۂ ارض پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کامل ترین اور جامع ترین طریقہ سوائے اسلام کے اب اور کوئی نہیں۔ اس سلسلہ میں اس ارشادِ باری سے بھی راہنمائی ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران : ۸۵)

''جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے یا پسند کرے تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا''۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد اسلام وہ ہے جو آپؐ لے کر آئے' اس کے سوا سب غیرِ اسلام ہے۔

قرآن سابقہ کتابوں کا ناسخ ہے

قرآن کریم کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے اور یہ اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی ناسخ ہے' خواہ وہ زبور ہو' تورات ہو یا انجیل۔ چنانچہ اب قرآنِ کریم کے سوا کسی اور کتاب کے مطابق

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اللہ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدۃ:۴۸)

"(اے نبیؐ!) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ، تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے (کتاب) ہے اور یہ محافظ ہے اس پر، تو آپ فیصلہ فرما دیں ان کے درمیان اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے"۔

تورات وانجیل کے موجودہ نسخے محرّف ہیں

اس نظریہ پر [illegible] ضروری ہے کہ تورات وانجیل قرآن سے منسوخ ہو چکیں، پھر ان میں بہت سی تحریف وتبدیلیاں اور کمی وبیشی ہو چکی۔ جیسا کہ اس کا ذکر قرآنی آیات میں بھی ہے۔ مثلاً ایک آیت اس سلسلہ میں یوں ہے:

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ...﴾ (المائدۃ:۱۳)

"بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دُور کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ اللہ کے کلام کو اپنی اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی، اور آپ ان کی خیانت پر ہمیشہ آگاہ ہوتے رہیں گے بجز ان کے چند آدمیوں کے....."

ایک اور آیت طیبہ میں ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ﴾ (البقرۃ:۷۹)

"پس ہلاکت ہو اُن کے لئے جو خود اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، تا کہ اس کے بدلے معمولی قیمت وصول کر لیں،

© rasailojaraid.c

پس ہلاکت ہو ان کے لئے ان کے ہاتھوں سے لکھنے کی وجہ سے اور ہلاکت ہو اُن کے لئے اس مال کی وجہ سے جو وہ اس طرح کماتے ہیں''۔

انہی کے بارے میں اللہ ربّ العزت نے مزید فرمایا:

﴿وَاِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقًا يَّلۡوٗنَ اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالۡكِتٰبِ لِتَحۡسَبُوۡهُ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتٰبِ ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ﴾ (آل عمران:۷۸)

''بے شک ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ موڑتے ہیں تاکہ تم خیال کرنے لگو کہ یہ بھی اصل کتاب ہی سے ہے' حالانکہ وہ کتاب سے نہیں' اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے اترا ہے' حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اترا' اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں''۔

ان آیاتِ طیبات سے واضح ہوا کہ اہلِ کتاب نے اپنی کتابوں میں کس قدر من گھڑت باتیں شامل کر کے طرح طرح کی تبدیلیاں پیدا کیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی اس دھاندلی کا پردہ چاک کر دیا اور وضاحت فرما دی کہ ان کتابوں میں بہت کچھ رطب و یابس یہ کہہ کر شامل کر دیا گیا کہ یہ اللہ ہی کا نازل کردہ ہے' حالانکہ پروردگار نے اسے نازل نہیں کیا۔ اس وضاحت کے بعد یہ بات ازخود ثابت ہو گئی کہ اب ان کتابوں میں اگر کچھ اصل باتیں باقی بھی ہوں تو وہ نزولِ قرآن سے منسوخ ٹھہریں اور جو اصل نہیں' بعد کی شامل کردہ ہیں' وہ ازخود باطل و مردود ہیں۔

تورات وانجیل اب قابلِ استفادہ نہیں

نزولِ قرآن کے بعد تورات وانجیل سے استفادہ کرنا یا انہیں قابلِ استفادہ سمجھنا ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مسند احمد بن حنبل اور سنن دارمی وغیرہ کی روایت ہے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: ''اے عمر! کیا تم کسی شک میں مبتلا ہو؟ کیا میں تمہارے پاس ایک روشن اور صاف ستھری کتاب نہیں لایا؟ اس وقت اگر میرے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا''۔[1]

© rasailojaraid
© rasailojaraid
© rasailojaraid

نبی اکرم ﷺ پر تمام اقوام و ملل کا ایمان لانا ضروری ہے

اسلام کے اعتقادی اصولوں میں یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ہمارے نبی و رسول سیدنا محمد ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، جیسا کہ خود ربّ العزت نے صراحت سے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب: ۴۰)

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔

چنانچہ نبی آخر الزّماں علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد اور کوئی نبی و رسول قابلِ ایمان نہیں رہا۔ اگر انبیائے سابقین میں سے کوئی زندہ ہوتا تو اسے بھی حضور ﷺ ہی کی اتباع کرنا لازم ہوتی۔ اس سلسلہ میں ارشادِ خداوندی ملاحظہ فرمایئے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (آل عمران: ۸۱)

''اور یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو میں تمہیں کتاب و حکمت سے دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تصدیق کرنے والا ہو اُن کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اس کے بعد فرمایا) کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس پر تم نے میرا بھاری ذمہ اٹھالیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے فرمایا) تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ جب وہ قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہوں گے اور حضور ہی کی شریعت کے احکامات کا نفاذ کریں گے۔ اللہ ربّ العزت کا یہ ارشاد بھی اتباعِ محمد اور پیروئ نبی آخر الزماں

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

ﷺ کی تاکید میں نازل ہوا۔ فرمایا:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''وہ لوگ جو اس نبی اُمی و رسول کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات وانجیل میں''۔

اسلام کے اعتقادی اصولوں میں یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (سبا:۲۸)

''ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا (بناکر) مگر اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے''۔

ایک اور جگہ اسی سلسلہ میں فرمایا:

﴿ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ﴾ (الاعراف:۱۵۸)

''اے نبی (ﷺ)! آپ فرما دیجئے۔ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں......''

اسی طرح اور بہت سی ایسی آیاتِ طیبات ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کا قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجا جانا اور آپ ہی کی اتباع واجب ہونا ثابت ہے۔

حضور ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کافر ہیں

اسلام کے اعتقادی اصولوں میں یہ بات بھی طے ہے کہ ان تمام لوگوں پر کفر کا حکم لگایا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ پر ایمان نہ لائیں، خواہ وہ مشرک ہوں یا اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ)۔ اور انہیں کافر ہی کہا جائے گا اور انہیں اللہ کے دشمن، اللہ کے رسول کے دشمن اور مومنین کے دشمن کہا جائے گا۔ اور وہ جہنمی ہیں۔ اس سلسلہ میں ارشاداتِ خداوندی بڑے واضح ہیں۔ دیکھئے:

﴿ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ﴾ (البینة:۱)

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

''کفر کرنے والے اہلِ کتاب اور مشرکین اپنے دین کو چھوڑنے والے نہ تھے یہاں تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آ جائے''۔

اس سورت میں دوسری جگہ اہلِ کتاب کو کافروں میں شمار کرتے ہوئے کہا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ﴾ (البینۃ:٦)

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا اور شرک کرنے والے سب جہنم کی آگ میں ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہی ساری مخلوق میں بدتر ہیں''۔

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ))[۲]

''اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کہ اس اُمت کے لوگوں میں سے جس کسی نے بھی میرے بارے میں سنا ہو، خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنمی ہو کر مرے گا''۔

وحدتِ ادیان کی دعوت ایک مکروہ چال ہے

ان مذکورہ بالا اعتقادی اصولوں اور شرعی حقائق کے پیش نظر ''وحدتِ ادیان'' کی دعوت اور ان ادیان میں قرب پیدا کرنے اور پھر انہیں ایک دین بنانے کی دعوت دراصل ایک فعل خبیث ہے اور دشمنانِ اسلام کی ایک مکروہ چال ہے۔ اس دعوت وفکر کا مقصد حق و باطل کے امتیاز کو ختم کر کے انہیں خلط ملط کرنا ہے اور اس طرح اسلام جو بعثت مصطفیٰ (علیہ السلام) کے بعد سے واحد سچا دین اور واحد قابلِ اتباع و واجب تعظیم دین قرار پایا ہے، اس کو نقصان پہنچانے کی یہ ایک گہری سازش ہے۔ یہ ایک طرح کی کفر کی مہم ہی نہیں بلکہ اندر ہی اندر اسلام کے خلاف (گوریلا) جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چال سے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ

© rasailojaraid

استطاعوا ﴿ (البقرۃ:۲۱۷)

"اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے لوٹا دیں اگر اس کی استطاعت پائیں"۔

لڑائی کے معنی لازمی طور پر یہی نہیں کہ دو بدو لڑا جائے اور اسلحہ کا استعمال ہو' بلکہ جنگ کے اور بھی بہت سے انداز ہیں' دوست بن کر اور دوستی کی دعوت دے کر دھوکہ دینا اور دوستی کے لبادے میں دشمنی کرنا اور جڑیں کاٹنا یہ یہود و نصاریٰ کی پرانی عادت رہی ہے۔ اب بھی یہی کیا جا رہا ہے کہ "وحدت ادیان" کا خوشنما نعرہ لگا کر دراصل اسلام کو کمزور اور بالآخر ختم کرنا مقصود ہے۔

اللہ ربّ العزت نے اہل اسلام کو طاغوت کی ایسی چالوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ ودّوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء ﴾ (النساء:۸۹)

"وہ دل سے چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کا ارتکاب کرو جیسے انہوں نے کفر کیا' تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ"۔

اب اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں "وحدت ادیان" کے اس نعرہ اور دعوت پر غور کیجئے کہ کیا ان کی یہی سازش نہیں کہ وہ اہل اسلام کو بھی اپنے ساتھ ملا کر اپنے جیسا کر لیں اور سب کو برابر کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اب اس دعوت کے نتیجہ میں سب مسلمان تو ہوں گے نہیں' ہاں البتہ جو انہیں حق پر اور سچے مذہب پر قائم ماننے لگا وہ انہی جیسا (کافر) ہو جائے گا اور یہی ان کی چال ہے۔

اس دعوت کا مقصد شہادتوں کا زیاں اور جہاد کی نفی ہے

اس دعوت گناہ کا مقصد اسلام اور کفر کے مابین قائم فرق و امتیاز کو ختم کرنا ہے اور معروف و منکر کا فرق مٹانا ہے۔ اس طرح مسلم و کافر کے مابین قائم ایک آڑ اور حد کو ختم کرنا ہے۔ چنانچہ اس نتیجہ میں جہاد اور اللہ کے دین حق کی سربلندی کی خاطر پیش کی جانے والی شہادتوں کا خاتمہ مطلوب ہے اور اللہ کی سرزمین میں اللہ کا نام بلند کرنے والوں کو ایک مکروہ حیلے کے ذریعے جہاد سے روکنا اور منع کرنا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ہر دور کے لئے اور قیامت تک کے لئے اہل اسلام کو یہ ہے کہ:

> ﴿قاتلوا الّذین لا یؤمنون باللّٰہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرّمون ما حرّم اللّٰہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الّذین اوتوا الکتٰب حتّی یعطوا الجزیة عن ید وّھم صاغرون﴾ (التوبة:۲۹)

> ''جنگ کرو ان سے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اس چیز کو حرام نہیں سمجھتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور دین حق کو قبول نہیں کرتے' وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں کتاب دی گئی۔ (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ذلیل وخوار ہو کر''۔

اب بتائیے' بھلا شراب نوش اور خنزیر خور' زنا کار اور ہم جنس پرست لوگوں سے [illegible] کسی معاہدہ ومعاملہ میں شریک ہوا جا سکتا ہے؟ وہ جن کے نزدیک ہم جنس پرستی سمیت ہر وہ کام جائز ہو جسے عوام اور پارلیمنٹ جائز وحلال قرار دے دے' اگرچہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہو' ایسے لوگوں کے ساتھ ''وحدتِ ادیان'' کی پینگیں بڑھانا سراسر کفر وارتداد ہے۔ انہیں تو نیچا دکھانے' زیردست رکھنے اور ان سے جنگ کرتے رہنے کا حکم ہے نہ کہ ان کی دعوت وحدت ادیان پر لبیک کہنے اور ان سے دوستی گانٹھنے کا۔ ارشادِ باری ایسے مشرکوں کے بارے میں یوں ہے:

> ﴿وقاتلوا المشرکین کافّة کما یقاتلونکم کافّة واعلموا انّ اللّٰہ مع المتّقین﴾ (التوبة:۳۶)

> ''جنگ کرو تمام مشرکوں سے جیسے وہ جنگ کرتے ہیں تم سب سے' اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے''۔

اس دعوت پر لبیک کہنا ارتداد ہے

''وحدتِ ادیان'' کی دعوت اگر کوئی مسلمان پیش کرے یا اس پُرفریب نعرے کا پروپیگنڈہ کرے اور اس مقصد کے لئے کام کرے تو وہ مرتد شمار ہوگا اور اسلام سے اس کا تعلق ختم متصور ہوگا' کیونکہ یہ دعوت اسلام کے بنیادی اعتقادی اصولوں سے متصادم ہے۔ ایسی دعوت کا داعی گویا اللہ کے ساتھ کفر کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور قرآن [illegible] اس طرح وہ قرآن کے اس حکم کے خلاف کام کر رہا ہے

© rasailojaraid.com

جس میں سابقہ ادیان و مذاہب اور کتب کو منسوخ قرار دیا گیا۔ چنانچہ یہ ایک قابلِ مذمت اقدام ہوگا اور ایسا اقدام کرنے والا ادلّہ شرعیہ' قرآن وسنت اور اجماع کے بموجب مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

قابلِ غور امور

مذکورہ بالا آٹھ ضروری باتوں کی روشنی میں اہل اسلام کو درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

☆ کوئی بھی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو اپنا ربّ' اسلام کو اپنا دین اور نبی اکرم ﷺ کو اپنا نبی و رسول سمجھتا ہو اسے ''وحدتِ ادیان'' کی مکروہ دعوت دینا' اس کے لئے کام کرنا' اس پر پسندیدگی کا اظہار کرنا اور مسلمانوں میں اس کا پروپیگنڈہ کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اس دعوتِ گناہ کی خاطر کسی قسم کی کانفرنسیں منعقد کرنا' سیمینار اور اجتماعات کرانا یا ان میں شریک ہونا بھی گناہ ہے۔

☆ کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ تورات وانجیل (بائبل) کی الگ سے طباعت کرے چہ جائیکہ وہ قرآن کریم کے ساتھ ملا کر ان کو چھاپے' شائع کرے اور ایک ہی جلد میں ان تینوں کو جمع کر کے ان کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ اس کی گمراہی اور دین سے دوری متصور ہوگی' کیونکہ کوئی مسلمان حق و باطل کو یکجا کرنے کی جرأت و جسارت نہیں کرسکتا۔ ان کتابوں کو جمع کر کے اکٹھے شائع کرنا عین حق (قرآن) اور تحریف شدہ و منسوخ شدہ (تورات وانجیل) کو جمع کرنا ہوگا جو کہ ناجائز اور باعث گناہ ہے۔

☆ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسجد' چرچ اور یہودی ٹمپل اکٹھے بنائے یا بنانے میں شریک ہو' کیونکہ ایسا کرنا دراصل دیگر دو مذہبوں کو سچا جانتے ہوئے ان کی عبادت گاہ بنانے اور تعمیر کرنے میں شریک ہونا ہے۔ یہ ایک مادی فکر اور گمراہ کن اعتقاد ہے کہ تینوں مذاہب (اسلام' یہودیت اور عیسائیت) سچے ہیں اور دنیا میں روئے زمین پر آباد لوگ جس مذہب کو چاہیں اختیار کرسکتے ہیں۔ یہ کھلی گمراہی

© rasailojaraid.c

ہے۔ کیونکہ اب اسلام کے سوا نہ کوئی دوسرا دین اصل حالت میں باقی ہے اور نہ سچا ہے' بلکہ تمام ادیان و شریعتیں قرآن کے آ جانے کے بعد منسوخ قرار پا چکیں اور اب کسی کو بھی اپنی مرضی کا دین اختیار کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق سب کو دین اسلام' دین مصطفیٰ کو قبول کرنا اور اس کو اختیار کرنا لازم ہے' اور جو کوئی اس سے انحراف کرے گا وہ اللہ کا باغی ہوگا۔ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج﴾ (آل عمران: ۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے تو یہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا''۔

اسی طرح چرچوں یا یہودی عبادت گاہوں کو اللہ کے گھر کہنا بھی جائز نہیں' کیونکہ ان میں اب اللہ کے حکم کے مطابق عبادات نہیں کی جاتیں' بلکہ اپنی خواہش نفس کے مطابق عبادات ہوتی ہیں۔ اللہ کا آخری حکم تو یہ ہے کہ عبادات قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کی جائیں اور وہی عبادات معتبر اور عند اللہ مقبول بھی ہوں گی جو اُس کے آخری حکم کے مطابق ہوں۔ اس اصول کی روشنی میں دیکھ لیجئے کہ چرچ اور ٹمپل میں ہونے والی عبادات کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ اور جب وہ عبادات' عبادات نہیں رہیں تو ان کے لئے بنائے جانے اور تعمیر کئے جانے والے عبادت خانے' ''بیوت اللہ'' (اللہ کے گھر) کہلانے کے مستحق کیونکر ہوں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ اب ان عبادت خانوں میں اللہ کی عبادت نہیں بلکہ کفر ہو رہا ہے' سو یہ ''بیوتِ کفر'' یعنی کفر گاہیں کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے مجموع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ ''لیست البیع والکنائس بیوت اللہ''،(۳) یعنی یہودی عبادت خانے اور چرچ اللہ کے گھر نہیں ہیں۔

اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی جائے' ان کی دعوت پر لبیک نہ کہا جائے

کافروں کو دعوتِ اسلام دینا عموماً اور اہل کتاب کو دعوتِ اسلام دینا خصوصاً از روئے نصوصِ قطعیہ صریحہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ مگر اس دعوت کا انداز حکیمانہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں البتہ دعوت اسلام کے حکیمانہ انداز میں اس بات کا خیال ضروری

© rasailojaraid.com

ہے کہ اپنے اصول وضوابط میں سے کسی سے بھی دستبرداری نہیں کی جائے گی بلکہ دعوت دین کا انداز ایسا ہو کہ دوسرے کو دلیل سے قائل کیا جائے اور اگر وہ قائل نہ بھی ہو تو کم از کم حجت تمام ہو جائے تاکہ اس ارشاد باری پر عمل مکمل ہو کہ:

﴿لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ﴾ (الانفال:٤٢)

''یعنی ہلاک ہو جائے جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے۔''

اللہ ربّ العزت نے اہل کتاب کو دعوت دین دینے کے بارے میں کس قدر جامع بیان سکھایا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:٦٤)

''کہہ دیجئے: اے کتاب والو! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا ربّ نہ بنائے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دیجئے کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں''۔

اس انداز میں تو اہل کتاب سے بات ہو سکتی ہے' مگر ان کی خواہش کے مطابق ان سے ڈائیلاگ کرنا اور ان کے حسب خواہش اپنے وقار سے کم تر درجہ میں اتر کر ان سے بات کرنا اور ان کی ماننا اور اپنے اصولوں سے اعراض کرنا خود کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ اللہ ربّ العزت نے اس سلسلہ میں کیا عمدہ بات فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ط﴾ (المائدۃ:٤٩)

''ان سے بچتے رہئے کہیں وہ آپ کو اس کے کچھ حصہ سے پھیر نہ دیں جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے''۔

اس قدر ہوشیار اور خبردار کی جانے والی قوم بھی اگر یہود وہنود کی سازش کا شکار ہو

© rasailojaraid.com

کر ''وحدتِ ادیان'' کے پُر فریب نعرہ کا شکار ہو جائے تو اس کو اس کی بدبختی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے!

ضرورت اس امر کی ہے کہ ''وحدتِ ادیان'' کے غلاف میں لپٹے ہوئے اس مکروہ فتنہ کا سدّ باب کرنے کی خاطر علماء و مبلغین اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کی اس سازش کو ناکام بنا دیں۔

انبیاء علیہم السلام پر بائبل کے الزامات

وہ تحریف شدہ تورات و انجیل جسے یہودی اور عیسائی کتابِ مقدس سمجھ کر اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور ''وحدتِ ادیان'' کے لبادے میں جسے قرآن کے مساوی قرار دیتے اور قرآن کے ساتھ شائع کرنے کی سازش ہو رہی ہے اس کے چند اقتباسات نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا تاکہ اہل اسلام کو صورتِ حال کی نزاکت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی کتابِ مقدس کیا کہتی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

انجیل (عہد نامہ قدیم) کی کتاب سلاطین کے باب ۱۱ کا آغاز اس طرح ہو رہا ہے:

> ''اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ سلیمان انہی کے عشق کا دم بھرنے لگا''۔ (۴)

گویا انجیل محرّف کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر مبتلائے عشق زناں ہوا (معاذ اللہ) اس سے بڑا الزام کسی پیغمبر پر کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن اہل کتاب نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعض انبیاء پر اعلانیہ زنا کی تہمت عائد کی۔ حضرت لوط علیہ السلام پر الزام تراشی کرتے ہوئے انجیل محرّف کی کتابِ پیدائش میں آنجناب علیہ السلام پر تہمتِ زنا ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے (نقل کفر کفر نہ باشد):

> ''اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ

© rasailojaraid.com

تھیں، کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے، تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مَرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں، تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی، پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی، اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی، آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو، تا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں، سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی، پر اس نے نہ جانا کہ کب وہ لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس کا نام موآب رکھا۔ وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام بن عمی رکھا، وہی بنی عمون کا باپ ہے جو آج تک موجود ہیں''(۵)۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اسی طرح عیسائیوں نے اللہ کے ایک پاک پیغمبر پر تہمت لگانے کی ناپاک جسارت کی۔ اور صرف یہی نہیں، انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے زنا کیا اور باپ نے اسے کچھ نہ کہا۔ انجیل محرّف کی کتاب پیدائش باب ۳۵ میں ہے:

''روبن نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا''۔(۶)

حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی تہمت زنا لگائی گئی۔ سفر سموئیل ثانی باب ۱۱ میں ایک قصہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ظہر کے بعد اپنے بستر سے اٹھے اور شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگے، اتفاقاً ان کی نگاہ ایک عورت پر پڑی جو غسل کر رہی تھی اور وہ بڑی خوبصورت تھی، داؤد نے کسی آدمی کو بھیج کر اس عورت کی نسبت معلوم کرایا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ''اوریا'' کی بیوی بت سبع ہے۔ پھر داؤد نے آدمیوں

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

کو بھیج کر اس عورت کو پکڑ وا لیا اور اس کے ساتھ صحبت کی' پھر وہ اپنے گھر واپس چلی گئی اور اسے حمل رہ گیا''۔ (۷)

متذکرہ بالا بیانات عیسائیوں کی مشہور کتاب مقدس انجیل (محرّف) میں موجود ہیں۔ قرآن کریم نے ان تمام الزامات سے ان انبیاء کرام کو بری قرار دیتے ہوئے ان کی شان بیان کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر لگنے والے الزامات بے بنیاد اور بے اصل ہیں۔

قرآن اور عصمتِ انبیاء

بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بائبل کے بیانات آپ نے پڑھے۔ اب دیکھئے قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کی عصمت کی گواہی کس طرح دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی علیہ ﷺ کے ذریعے اپنے ان برگزیدہ بندوں پر عائد ہونے والے الزامات کی قلعی کھولنے کے لئے کس قدر عمدہ کلمات میں ان کی شان بیان کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ط﴾ (سبا: ۱۰)

''اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا افضل عطا کیا''۔

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ج اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾ (ص: ۱۷)

''اور یاد کیجئے ہمارے طاقتور بندے داؤد کو' وہ بے شک بہت رجوع کرنے والا (توبہ کرنے والا) تھا''۔

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ......﴾ (ص: ۲۶)

''اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں اپنا نائب بنایا''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ط نِعْمَ الْعَبْدُ ط اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾ (ص: ۳۰)

''اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا' وہ کیا ہی اچھا بندہ ہے' بے شک وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا ہے''۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

الْخَبٰٓئِثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۞ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞﴾ (الانبیاء:۷۵)

''اور ہم نے لوط کو حکم اور علم عطا کیا اور اس بستی سے ان کو نجات دی جس کے باشندے ناپاک کام کرتے تھے' بے شک وہ بدترین قوم تھے نافرمانی کرنے والے۔ اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کیا' بے شک وہ صالحین میں سے تھے''۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۞﴾ (الشعراء: ۱۶۰۔۱۶۲)

''قوم لوط کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے ہم قبیلہ لوط نے ان سے کہا: کیا تم نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں''۔

﴿وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۞﴾ (الصّٰفّٰت:۱۳۳'۱۳۴)

''بے شک لوط پیغمبروں میں سے ہیں۔ جب ہم نے انہیں اور ان کے سب گھر والوں کو نجات دی''۔

حضرات ابراہیم' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۞ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۞ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۞﴾ (ص:۴۵۔۴۷)

''اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم و اسحاق اور یعقوب' قوت والوں اور نگاہِ بصیرت والوں کو۔ بے شک ہم نے ان کو برگزیدہ کیا ایک امتیازی صفت کے ساتھ جو آخرت کے گھر کی یاد ہے۔ اور بے شک وہ سب ہماری بارگاہ میں ضرور برگزیدہ و پسندیدہ بندوں میں سے ہیں''۔

مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ کے مطالعہ کے بعد اہل ایمان خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کیا ایک ایسی کتاب کو جس میں انبیاء کی توہین و اہانت کی باتیں ہوں' ایک ایسی کتاب کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے جس میں انبیاء کی عظمت و شان کی باتیں ہوں اور جس کے منزل من اللہ ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہ ہو۔ یقیناً بائبل اور قرآن کی ایک ہی جلد میں

© rasailojaraid
© rasailojaraid
© rasailojaraid

اشاعت کا اہتمام حق و باطل کو یکجا کرنے اور باطل کو حق کا درجہ دینے کے مترادف ہے۔
اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو دشمن کی اس نئی چال سے بچنے کی بصیرت نصیب فرمائے۔ آمین!

حواشی

۱) سنن دارمی' مقدمہ۔ و مسند احمد بن حنبل
۲) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس۔
۳) مجموع فتاوی ابن تیمیہ' جلد ۲۳' ص ۱۶۳
۴) عہد نامہ قدیم' کتاب سلاطین' باب ۱۱
۵) عہد نامہ قدیم' کتاب پیدائش' باب ۱۹' آیت ۳۰
۶) عہد نامہ قدیم' کتاب پیدائش' باب ۳۵' آیت ۲۲
۷) عہد نامہ قدیم' سفر سموئیل ثانی' باب ۱۱

بقیہ: علامہ اقبال اور پاکستانی قوم

ما ہمہ خاک و دلِ آگاہ اوست ۔۔۔ اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست!
چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو! ۔۔۔ ورنہ مانندِ غبار آشفتہ شو!

''وحدتِ آئین ہی مسلمان کی زندگی کا اصل راز ہے اور ملت اسلامی کے جسد ظاہری میں روح باطنی کی حیثیت صرف قرآن کو حاصل ہے۔ ہم تو سرتاپا خاک ہی خاک ہیں' ہمارا قلب زندہ اور ہماری روحِ تابندہ تو اصل میں قرآن ہی ہے۔ (اے ملت اسلامی! اب بھی وقت ہے کہ تو) اپنے آپ کو موتیوں کی طرح قرآن کے رشتے میں بیندھ اور پرو لے' ورنہ پھر اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ خاک اور دھول کے مانند پریشان اور منتشر (اور ذلیل وخوار) رہ!''

معلوم ہوا کہ علامہ کے نزدیک مسلمان کی انفرادی زندگی بھی قرآن کی روشنی میں کامیاب ہوسکتی ہے اور مسلمان بطور ایک اُمت کے بھی اللہ کی رسی یعنی قرآنِ مجید کے ساتھ تعلق مضبوط کر کے ہی عظمت رفتہ حاصل کر سکتے ہیں۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن!

''اگر تو مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو یہ قرآن کے بغیر ممکن نہیں ہے!''

© rasailojaraid.com

وصیّت

فرحت عزیز

وصیّت کا لفظ وصیّت کرنے والے کی جانب ایک عہد کی حیثیت رکھتا ہے' جب تک کہ اس کو پورا نہ کیا جائے۔ یعنی ایک شخص کا دوسرے شخص کو اپنی موت کے بعد ملکیت کے تصرف کا حق دینا وصیّت کہلاتا ہے۔ یہ اختیار مال میں بھی ہوسکتا ہے اور کسی تک کوئی چیز پہنچانے کے بارے میں بھی' چاہے یہ کسی کو غلام ہبہ کرنے کے معنی میں ہو۔ وصیّت واضح الفاظ میں ہو یا نہ ہو یہ بالاتفاق ایک جائز عقد ہے۔ وصیّت کو باب الجنایات والدیات کے ساتھ ملحق کیا جاتا ہے' کیونکہ وصیّت کا انعقاد موت کے وقت ہوتا ہے۔ وصیّت کرنے والے کے مال کو بیع اور اجارہ میں منتقل نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ موت کے بعد ایجاب وقبول ممکن نہیں۔ (۱)

قرآن میں اکثر مواقع پر لفظ وصیّت کو استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

۱) ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة:۱۳۲)

''ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی وصیّت کی کہ بے شک اللہ نے تمہارے لیے دین کو چن لیا ہے' بس تم صرف مسلمان ہی مرنا''۔

۲) ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ......﴾ (الشوریٰ:۱۳)

''اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا اور جس کا ہم نے ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا......''

۳) ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c